

ضائع نہ جائے گا۔ ”تم کو چاہوں؟“ کیا خوب! کیوں چاہوں؟
 کہ نہ آؤ تو بلائے نہ بنے۔ یعنی اگر تم آپ سے آئے تو آئے
 اور اگر نہ آئے تو پھر کیا مجال کہ کوئی تم کو بلا سکے۔
 گویا یہ عاجز معشوق سے کہتا ہے کہ اگر میں تم کو چھوڑ کر اپنی
 موت کا عاشق ہوا ہوں۔ اس میں یہ خوبی ہے کہ بن بلائے بغیر
 آئے نہیں رہتی۔ تم کو کیوں چاہوں؟ کہ اگر نہ آؤ تو تم کو بلا نہ
 سکوں۔

بات یہ ہے کہ پڑھنے میں ”تم کو چاہوں کہ نہ آؤ“ یہ جملہ ملا
 ہوا سمجھ میں آتا ہے تو آدمی حیران ہوتا ہے، ”تم کو چاہوں“
 الگ ہے، کہ نہ آؤ تو بلائے نہ بنے، یہ جملہ الگ ہے۔ تم نے
 غور نہ کیا، ورنہ خود بخود کیفیت اس تعریض اور استفہام کی حاصل
 ہو جاتی۔

اس تو صنیع کے بعد کسی مزید تشریح کی ضرورت نہیں رہتی۔

۸۔ مشرح : میں نے محبت کا بوجھ بے تکلف سر پر اٹھا
 لیا، لیکن وہ اتنا بھاری تھا کہ سنبھال نہ سکا اور سر سے گر پڑا، اب
 اٹھائے اٹھتا نہیں۔ میں عاجز اور بے بس ہوں۔ کام ہی ایسا آ پڑا ہے کہ
 اسے درست کرنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

مولانا طباطبائی فرماتے ہیں :

”ایک تو مضمون نہایت اچھا ہے، دوسرے دونوں مصرعوں

کی ترکیب کو قشاہ کر کے شعر کو اور بھی برجستہ کر دیا۔“

۹۔ مشرح : عشق پر کس کا زور ہے؟ اے غالب! یہ تو ایسی آگ

ہے کہ نہ لگائے لگتی ہے، نہ اسے بجھانے کی کوئی تدبیر بن پڑتی ہے۔

ایک مضمون یہ ہے کہ عشق کی آگ کسی دل میں بھڑک اٹھے تو اسے بجھانا